خطبہ جمعہ

جو صلہ رحمی کرے گا اس کے رزق میں اللہ تعالیٰ برکت عطا کرے گا

انسان اپنی کی ہوئی غلطیوں کی وجہ سے رزق سے محروم کیا جاتا ہے۔

حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ رزق میں وسعت اور برکت کے لئے آنحضرتؐ کی بعض دعاؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۸؍ جنوری ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۸؍ صلح ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

اللہ تعالیٰ کی صفات رازق اور رزّاق سے متعلق جو خطبات کا سلسلہ جاری ہے وہی اس خطبہ میں بھی ہوگا اور شاید اگلے خطبہ میں بھی یہی مضمون جاری رہے۔ پہلی آیت سورۃ الاعراف کی ۳۳ویں آیت ہے جو میں آپ کے سامنے پڑھتا ہوں۔

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ. قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ . كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾

تو پوچھ کہ اللہ کی (پیدا کردہ) زینت کس نے حرام کی ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے۔ اور رزق میں سے پاکیزہ چیزیں بھی۔ تُو کہہ دے کہ یہ اس دنیا کی زندگی میں بھی ان کے لئے ہیں جو ایمان لائے (اور) قیامت کے دن تو خالصۃً (بلا شرکتِ غیرے صرف انہی کے لئے ہوں گی)۔ اسی طرح ہم نشانات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔

دوسری آیت سورۃ النحل کی ۷۳ویں آیت ہے:۔ ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ. اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ.﴾۔ اور اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے تمہاری جنس میں سے ہی جوڑے پیدا کئے اور تمہیں تمہارے جوڑوں میں سے ہی بیٹے اور پوتے عطا کئے اور تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا۔ تو پھر کیا وہ باطل پر تو ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کر دیں گے؟

اس سلسلہ میں حدیث ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ طیب ہے اور صرف طیب کو ہی قبول فرماتا ہے۔ اور یقیناً اللہ نے مومنین کو اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا اُس نے رسولوں کو حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: "اے رسولو! طیبات میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ یقیناً مَیں اُسے جو کچھ تم کرتے ہو، خوب جانتا ہوں"۔ نیز فرماتا ہے: "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے، اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ"۔ پھر آپؐ نے ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر کرتا ہے، جس کے بال خاک آلودہ اور پراگندہ ہوتے ہیں اور لباس وغیرہ حرام ہوتا ہے۔ غرضیکہ حرام ہی اس کی غذا ہوتی ہے۔ (اس کے ذکر کے بعد آپؐ نے فرمایا:) پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعالىٰ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَاِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ.

(ترمذی، کتاب الاحکام، باب ان الوالد یاخذ من مال ولدہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا سب سے طیب کھانا وہ ہے جو تم خود کما کر کھاؤ۔ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں شامل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:۔

"حرمت کے چار قاعدے ہیں۔ ایک وہ حرام ہے جو انسان کی جان کو ہلاک کر دے مثلاً مردار۔ دوم وہ جو اخلاق میں شہوت و غضب کو بڑھائے مثلاً سور۔ سوم وہ جو طبعی قوتوں کو برباد کرے مثلاً لہو جس کی زہر تشنج، اِستر خاء پیدا کرتی ہے۔ جو قومیں مردار، خون، سور، غیر اللہ کے نام کا استعمال کرتی ہیں ان میں الٰہیات کے سمجھنے کی قوت نہیں رہتی۔ چہارم جو غیر اللہ سے تقرّب اور حاجت روائی کے لئے ذبح کیا جاوے اور یہ شرک ہے"۔ (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۱۸۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"پاک چیزیں کھاؤ اور پاک عمل کرو۔ اس آیت میں حکم جسمانی صلاحیت کے انتظام کے لئے ہے جس کے لئے ﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ﴾ کا ارشاد ہے اور دوسرا حکم روحانی صلاحیت کے انتظام کے لئے ہے جس کے لئے ﴿وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾ کا ارشاد ہے۔ اور ان دونوں کے مقابلہ سے ہمیں یہ دلیل ملتی ہے کہ بدکاروں کے لئے عالمِ آخرت کی سزا ضروری ہے کیونکہ جبکہ ہم دنیا میں جسمانی پاکیزگی کے قواعد کو ترک کر کے فی الفور کسی بلا میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ امر بھی یقینی ہے کہ اگر ہم روحانی پاکیزگی کے اصول کو ترک کریں گے تو اسی طرح موت کے بعد بھی کوئی عذاب مؤلم ضرور ہم پر وارد ہوگا جو وبا کی طرح ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوگا"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۸)

اب سورۂ یونس کی آیت ۶۰:۔ ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا . قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ﴾ تُو کہہ دے کیا تم غور نہیں کرتے کہ اللہ نے تمہارے لئے جو رزق اتارا ہے اس میں سے تم نے خود ہی حرام اور حلال بنا لئے ہیں۔ تُو (ان سے) پوچھ کہ کیا اللہ نے تمہیں (ان باتوں کی) اجازت دی ہے یا تم محض اللہ پر افترا باندھ رہے ہو۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: حرام اور حلال اشیاء واضح ہیں اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس جو لوگ مشتبہات سے بچتے رہتے ہیں وہ دین کو اور اپنی آبرو کو محفوظ کر لیتے ہیں اور جو شخص مشتبہات میں پڑتا ہے وہ حرام میں جا پھنستا ہے۔ ایسے شخص کی مثال بالکل اس چرواہے کی سی ہے جو ممنوعہ علاقے کے قریب قریب اپنے جانور چراتا ہے اور بالکل ممکن ہے کہ اس کے جانور اس علاقہ میں گھس جائیں۔ دیکھو ہر بادشاہ کا ایک ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے جس میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ اس کی طرف سے حرام کردہ اشیاء ہیں۔ اور سنو انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اگر وہ ٹھیک رہے تو سارا جسم تندرست اور ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب اور بیمار ہو جائے تو سارا جسم بیمار اور لاچار ہو جاتا ہے اور اچھی طرح یاد رکھو کہ وہ ٹکڑا دل ہے۔ (بخاری، کتاب الایمان)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف تو ﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ﴾ کی تعلیم دے اور یہ لوگ طیب عمدہ چیز میں خاک

ڈال کر غیر طیّب بنادیں۔ اس قسم کے مذاہب اسلام کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئے ہیں یہ لوگ آنحضرت ﷺ پر اضافہ کرتے ہیں۔ ان کو اسلام سے اور قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ خود اپنی شریعت الگ قائم کرتے ہیں۔ میں اس کو سخت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ اُسوہ حسنہ ہیں۔ ہماری بھلائی اور خوبی یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو آپؐ کے نقش قدم پر چلیں اور اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں"۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۳ صفحہ ۲ مورخہ ۱۰ /اپریل ۱۹۰۳ء)

سورۃ النحل آیت ۱۱۳:۔﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾۔ اور اللہ ایک ایسی بستی کی مثال بیان کرتا ہے جو بڑی پُرامن اور مطمئن تھی۔ اس کے پاس ہر طرف سے اس کا رزق بافراغت آتا تھا پھر اُس (کے مکینوں) نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اُنہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا ان کاموں کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے۔

ابن ماجہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھاتی اور قضاء و قدر کو کوئی چیز نہیں ٹالتی مگر دعا۔ اور انسان اپنی کی ہوئی غلطیوں کی وجہ سے رزق سے محروم کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب المقدمہ)

سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۲:۔﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ. نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ. اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل :۳۲)۔ اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی ہیں جو انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ ان کو قتل کرنا یقیناً بہت بڑی خطا ہے۔

کنگال ہونے کے ڈر سے قتل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کی فیملی پلاننگ نہیں کرنی چاہئے جس میں خوف یہ ہو کہ بچے زیادہ ہونگے تو اس سے ہمارے رزق میں کمی آجائے گی۔ اصل میں غریب ملکوں کا علاج ہی زیادہ بچے ہیں۔ زیادہ بچے ہوں تو وہ مجبور ہو جاتے ہیں باہر دنیا میں سیر کرنے پر اور ہجرت کرنے پر اور بہت سی کمائی جو باہر کے ملکوں سے غریب ملکوں میں جاتی ہے وہ کثرت اولاد ہی کی وجہ سے ہے۔ پس دوسرا اس کا معنی یہ ہے کہ صحابہ بعض دفعہ فیملی پلاننگ کر لیا کرتے تھے مگر کثرت اولاد کے خطرہ سے نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ رزق اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ تو فیملی پلاننگ اگر رزق کے ڈر سے نہ کی جائے تو اس کا گناہ نہیں ہے۔ اس کے جو طریقے رائج ہیں ان پر بے شک عمل کیا جائے لیکن رزق کی کمی کے ڈر سے فیملی پلاننگ بہر حال منع ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ اُس کے رزق میں فراخی عطا ہو، اور اس کی عمر لمبی ہو تو اُسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری، کتاب البیوع)

اب یہ نیا نکتہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ صلہ رحمی کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ بہت زیادہ کثرت سے مجھے شکایتیں ایسی ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صلہ رحمی نہیں کی جارہی۔ کہیں ساس کا حق بہوویں ادا نہیں کررہی ہیں، کہیں بہوؤں کا حق ساسیں ادا نہیں کررہی ہیں۔ غرضیکہ صلہ رحمی کا فقدان جماعت میں ابھی تک جاری ہے اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صلہ رحمی کرے گا اس کے رزق میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اس قتل کے بڑے اسباب میں سے مَردوں کی بد چلنی بھی ہے۔ پھر مفلسی کا ڈر۔ جیسا کہ آجکل بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہت اولاد نہیں چاہئے یہ موجب ہے ملک کے اِفلاس کا"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴/فروری ۱۹۱۰ء)

سورہ طٰہٰ آیات ۱۳۲، ۱۳۳:۔﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ. وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى. وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا. نَحْنُ نَرْزُقُكَ. وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾

اور اپنی آنکھیں اس عارضی متاع کی طرف نہ پسار جو ہم نے اُن میں سے بعض گروہوں کو دنیوی زندگی کی زینت کے طور پر عطا کی ہے تا کہ ہم اس میں ان کی آزمائش کریں۔ اور تیرے ربّ کا رزق بہت اچھا اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتا رہ اور اس پر ہمیشہ قائم رہ۔ ہم تجھ سے کسی قسم کا رزق طلب نہیں کرتے۔ ہم ہی تو تجھے رزق عطا کرتے ہیں اور نیک انجام تقویٰ ہی کا ہوتا ہے۔

یہ آیت بالکل واضح ہے اور کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں ہے۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ امداد کے لئے عرض کیا تو آپؐ نے مجھے عنایت فرمایا۔ میں نے پھر درخواست کی تو آپؐ نے پھر مجھے عطا فرمایا۔ میں نے پھر سوال کیا تو آپؐ نے پھر مجھے عطا کیا لیکن ساتھ ہی ارشاد فرمایا یہ مال بہت مرغوب چیز ہے جو اسے دل کی بے نیازی سے لیتا ہے اس کے لئے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے مگر جو شخص اس کے حاصل کرنے میں حرص و لالچ سے کام لیتا ہے اس کے لئے اس میں برکت نہیں ڈالی جاتی۔ اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن اس کی بھوک ختم نہیں ہوتی اور یاد رکھو اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے (یعنی عطا کرنے والا ہاتھ اس ہاتھ سے بہتر ہے جو حاصل کرتا ہے)۔ حکیم بن حزامؓ کہتے ہیں میں نے (حضور کا یہ ارشاد سن کر) عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! اس ذات کی قسم جس نے سچائی دے کر آپؐ کو بھیجا ہے آئندہ میں عمر بھر آپؐ کے سوا کسی سے کچھ نہیں لوں گا۔ چنانچہ (بعد میں) حضرت ابو بکرؓ حکیم بن حزامؓ کو بلایا کرتے تھے تا کہ وہ انہیں عطیہ دیں لیکن وہ اس کے لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمرؓ نے بھی ان کو بلا کر عطیہ دینا چاہا لیکن انہوں نے انکار کیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانو! میں تم کو حکیم بن حزامؓ کے متعلق گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کے سامنے اس کا وہ حق پیش کیا ہے جو اس مالِ فَئْ میں سے خدا نے ان کے لئے مقرر فرمایا ہے اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے بعد مرتے دم تک کسی سے کچھ نہ لیا۔ (بخاری، کتاب الوصایا)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اعلیٰ درجہ کی خوشی خدا میں ملتی ہے جس سے پرے کوئی خوشی نہیں ہے۔ جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں۔ جنت کو جنت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نعمتوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اصل جنت خدا ہے جس کی طرف تردّد منسوب ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے بہشت کے اعظم ترین انعامات میں ﴿رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ ہی رکھا ہے۔ انسان، انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردّد میں ہوتا ہے مگر جس قدر قُربِ الٰہی حاصل کرتا جاتا ہے اور ﴿تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ﴾ سے رنگین ہوتا جاتا ہے اسی قدر اصل سکھ اور آرام پاتا ہے۔ جس قدر قربِ الٰہی ہوگا لازمی طور پر اسی قدر خدا کی نعمتوں سے حصہ لے گا اور رفع کے معنی اسی پر دلالت کرتے ہیں"۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۶ مورخہ ۱۷/فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۷)

سورۃ الحج آیت ۳۶:۔﴿اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ. وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾

ان لوگوں کو کہ جب اللہ کا ذکر بلند کیا جاتا ہے تو ان کے دل مرعوب ہو جاتے ہیں اور جو اس

تکلیف پر جو انہیں پہنچی ہو صبر کرنے والے ہیں اور نماز کو قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کچھ کھانا لینے کے لئے بھیجا۔ جب مَیں حضورؐ کی خدمت میں پہنچا تو حضورؐ خطاب فرما رہے تھے۔ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو صبر کرتا ہے، اللہ اُسے صبر کی توفیق بخش دیتا ہے اور جو شخص استغناء اختیار کرتا ہے، اللہ اُسے مستغنی کر دیتا ہے اور جو شخص پاکدامنی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے پاکدامن بنا دیتا ہے۔ کسی انسان کو صبر سے بڑھ کر کبھی کوئی رزق نہیں دیا گیا جو اس کے لئے زیادہ وسعت کا موجب ہو۔

(مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند المکثرین)

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک مومن وہ ہے جس کے پاس نہ تو کوئی زیادہ مال ہو، نہ جتھہ ہو۔ نماز میں سے اُسے ایک حصہ ملا ہو، لوگوں کے درمیان گمنام رہتا ہو۔ اس کو کوئی اہمیت نہ دی جاتی ہو، رزق کے لحاظ سے بھی محض اس کی گزران ہی ہوتی ہو مگر وہ اس پر صبر کرنے والا ہو۔ اور پھر اُس کی وفات بھی جلد ہو جائے اور ترکہ بھی بہت کم چھوڑے اور اس پر رونے والے بھی تھوڑے ہوں۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الزھد)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾: یہ اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ شفقت علیٰ خلق اللہ۔ پس جو اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ دو۔ مال۔ طاقت۔ علم ہنر رَزَقْنٰهُمْ میں شامل ہے"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶/جون ۱۹۱۰ء۔ حقائق الفرقان جلد۳ صفحہ ۱۴۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اگر کوئی یہاں یہ اعتراض کرے کہ ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ﴾ کیوں فرمایا، مِمَّا کے لفظ سے بخل کی بو آتی ہے۔......اصل بات یہ ہے کہ اس سے بخل ثابت نہیں ہوتا۔ قرآن شریف خدائے حکیم کا کلام ہے۔ حکمت کے معنے ہیں شے را بر محل داشتن۔ پس ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ﴾ میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ محل اور موقع دیکھ کر خرچ کرو۔ جہاں تھوڑا خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں تھوڑا خرچ کرو اور جہاں بہت خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں بہت خرچ کرو...... پس یہی حکمت ہے ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ میں۔ ہر ایک مومن اپنے نفس کا مجتہد ہوتا ہے۔ وہ محل اور موقع کی شناخت کرے اور جس قدر مناسب ہو خرچ کرے۔"

(الحکم۔ جلد ۵ نمبر ۱۴۔ بتاریخ ۱۷/اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْآ اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا. وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾(سورۃ الحج:۵۹)

اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ قتل کئے گئے یا طبعی موت مر گئے اللہ ان کو یقیناً رزقِ حسن عطا کرے گا اور یقیناً اللہ ہی ہے جو رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

اور یاد رکھو کہ دنیا میں یہ ہمارا ملاحظہ ہے کہ جو اللہ کی خاطر ہجرت کرتے ہیں ان کے رزق میں بہت برکت دی جاتی ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: سب اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی بدلہ ملتا ہے۔ پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی۔ لیکن جس نے دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہجرت کی تو اس کی ہجرت کی غرض خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی یہی سمجھی جائے گی۔(بخاری، کتاب الایمان)

آجکل بہت سے احمدی ہجرت کر رہے ہیں وہ اس بات پر متنبہ رہیں کہ بہت سے آدمی مال کی خاطر ہجرت کرتے ہیں اور بعض شادی کی خاطر اور بعض مجھے لکھتے ہیں کہ ہمارے بچے کی ہجرت کروائیں اور اس کی وہاں شادی کروادیں۔ تو یہ سب فضول اور لغو باتیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سختی سے ان کے خلاف تنبیہ کی ہے۔

سورۃ المومنون آیت ۷۳:۔﴿اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ. وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾۔ کیا تو ان سے کوئی اُجرت طلب کرتا ہے۔ پس (وہ یاد رکھیں کہ) تیرے ربّ کی عطا بہت بہتر ہے اور وہ رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"صحابہ کرامؓ کے لئے ایک جنت تو رسول اکرم ﷺ کی صحبت تھی کہ وہ معاصی اور ان کے بد نتائج سے بچ کر نیکیوں سے لطف اٹھاتے تھے۔........ایک بہشت اللہ پر بھروسہ اور ایمان کا ہے جو مصائب میں بھی آرام بخشتا ہے۔ پھر صحابہؓ کے لئے مدینہ منورہ ایک بہشت تھا۔ پھر مکہ کی فتح اور دوسری فتوحات مثل عراق، عجم، شام، مصر اور وہ ممالک جن کی نسبت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو وعدہ دیا کہ وہاں دودھ اور شہد کی ندیاں بہتی ہیں۔ ایک بہشت قرآن اور اس کے حجج قاطعہ و براہین ساطعہ ہیں جس کے ذریعے تمام مذاہب پر فتح پا کر مظفر و منصور ہو کر شادکام رہتا ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۳۵۸،۳۵۹)

تو یہ جنت کی مختلف قسمیں ہیں۔ یہ ساری بیان فرما دی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بہشت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ﴾ یہ ایک ایسی نعمت ہے جس کا انقطاع نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بہشت کے درمیان بھی مومنوں کو کھٹکا رہتا کہ کہیں نکالے نہ جاویں۔ لیکن برخلاف اس کے دوزخ کے متعلق ایسا نہیں، بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ سب دوزخ سے نکل چکے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ آخر انسان خدا کی مخلوق ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی کمزوریوں کو دور کردے گا اور اس کو رفتہ رفتہ دوزخ کے عذاب سے نجات بخشے گا"۔(بدر جلد نمبر ۱۳ مورخہ ۲/اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

ایک حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز فجر کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَ عَمَلًا مُتَقَبَّلًا و رِزْقًا طَيِّبًا۔ یعنی اے میرے اللہ! مَیں تجھ سے نفع بخش علم اور مقبول عمل اور پاکیزہ رزق کا طلبگار ہوں۔

ایک دوسری روایت میں "رِزْقًا وَاسِعًا یعنی وسیع رزق" کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند الانصار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: "یا رسول اللہ! مَیں نے آپؐ کی دعا جو آپؐ رات کو کرتے ہیں، سنی ہے۔ اُس میں سے جو مجھ تک پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ یہ دعا کرتے ہیں: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِيْمَا رَزَقْتَنِیْ۔ یعنی اے اللہ! مجھے میرے گناہ بخش دے، اور میرے گھر میں میرے لئے وسعت پیدا کردے اور جو کچھ تُو نے مجھے رزق دیا ہے، اُس میں میرے لئے برکت رکھ دے۔

دعا سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے نزدیک ان دعائیہ کلمات نے کچھ بھی باقی چھوڑا ہے؟ (جو تجھے مانگنا چاہئے تھا اور اس میں شامل نہیں۔)(ترمذی۔ کتاب الدعوات)

عبداللہ بن بُسر جو قبیلہ بنو سُلیم کے ایک فرد تھے، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے والد کے پاس آئے اور ان کے پاس قیام کیا۔ تو میرے والد نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں کھانے کے لئے حَیس (کھجور، ستو اور گھی سے تیار شدہ کھانا) پیش کیا، پھر انہوں نے آپؐ کی خدمت میں ایک مشروب پیش کیا جو آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور باقی ایک شخص کو جو آپؐ کے دائیں جانب بیٹھا تھا،

دیدیا۔ پھر آنحضور ﷺ نے کھجوریں کھائیں اور کھاتے وقت آپؐ اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کی پشت پر گٹھلیاں رکھتے جاتے تھے۔ پھر جب آنحضور ﷺ کھڑے ہوئے تو میرے ابّا بھی کھڑے ہوئے اور میرے ابّا نے آپؐ کی سواری کی لگام تھامی اور آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی: "اُدْعُ اللّٰہَ لِیْ" میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ۔ یعنی اے اللہ جو رزق تُو نے انہیں عطا کیا ہے، اُسے ان کے لئے بابرکت کردے اور انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔

(سنن ابو داؤد۔ کتاب الاشربہ۔ باب فی النفخ فی الشراب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ کوئی کھانا کھلائے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ دعا کرے: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَارْزُقْنَا خَیْرًا مِّنْہُ۔ یعنی اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت ڈال اور ہمیں اس سے بہتر رزق عطا فرما۔

اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ ۔ فَاِنِّی لَا اَعْلَمُ مَا یُجْزِیْ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَّا اللَّبَن۔ یعنی اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت ڈال اور ہمیں اس میں سے مزید عطا فرما کیونکہ دودھ کے علاوہ مجھے کسی ایسے کھانے یا مشروب کا علم نہیں جو مکمل غذا ہو۔ (ابن ماجه، كتاب الأطعمه)

اب آجکل کے اطبّاء نے بھی بہت تحقیق کے بعد یہ بات نکالی ہے کہ دودھ سے زیادہ مکمل غذا کوئی نہیں۔ ایک تو ظاہری بات ہے کہ بچہ صرف دودھ پیتا ہے اس کے دانت بھی بنتے ہیں۔ اس کا دماغ بھی بنتا ہے اس کے جسم کے دوسرے ٹکڑے جگر، گردے ہر چیز اسی دودھ سے پیدا ہو رہی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی خاص شان ہے کہ دودھ ایک مکمل غذا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو مکمل غذا قرار دیا ہے۔ آجکل سائنسدان کہتے ہیں کہ جنہوں نے بچپن میں ماں کا دودھ پیا ہو اس سے بہتر ان کے لئے کوئی غذا نہیں ہو سکتی۔ ہر قسم کی اس میں دفاعی طاقتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو ماں کے دودھ میں ہیں۔ پس دودھ ایک مکمل غذا ہے جس کے ذریعہ انسان کو بہت سا رزق عطا کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے قرآن کریم میں سے کچھ یاد نہیں رہتا، مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو میرے لئے اس کا متبادل ہو سکے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

یعنی اے اللہ! تُو پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بہت بڑا ہے، کوئی حیلہ اور چارہ نہیں اور کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کے فضل کے ساتھ۔ اس پر اُس شخص نے عرض کیا کہ یہ کلمات تو اللہ عزّوجل کے لئے ہوئے، میرے لئے کیا ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اپنے لئے) یہ دعا کیا کر: "اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ" یعنی اے اللہ مجھ پر رحم فرما اور مجھے رزق عطا کر اور مجھے عافیت عطا فرما اور مجھے ہدایت دے۔

(ابو داؤد۔ کتاب الصّلاۃ۔ بابُ مَایُجزِیءُ الْاُمِّیَّ وَالْاَعْجَمِیَّ مِنَ الْقِرَاءۃ)

ایک حدیث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَخْرُجُ مِنْ بَیْتِہٖ یُرِیْدُ سَفَرًا اَوْ غَیْرَہٗ فَقَالَ حِیْنَ یَخْرُجُ بِسْمِ اللّٰہِ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اِلَّا رُزِقَ خَیْرَ ذٰلِكَ الْمَخْرَجِ وَ صُرِفَ عَنْہُ شَرَّ ذٰلِكَ الْمَخْرَجِ.

اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ مسلمان جو اپنے گھر سے سفر یا کسی اَور غرض سے نکلتا ہے اور نکلتے وقت یہ دعا کرتا ہے: اس دعا کا ترجمہ ہے: اللہ کے نام کے ساتھ، مَیں اللہ پر ایمان لاتا ہوں، اُسی پر ہی توکّل کرتا ہوں، کوئی حیلہ اور چارہ نہیں اور کوئی قوّت نہیں مگر اللہ کے فضل کے ساتھ، تو لازماً اس سفر کی خیر و برکت اُسے عطا کی جاتی ہے اور اس سفر کے خطرات اُس سے دُور کر دئے جاتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند العشرۃ المبشرین بالجنّۃ)

اب اس مختصر خطبہ کے بعد میں اس کو یہاں ختم کرتا ہوں۔ بہت ساری تفسیری لمبی روایتیں میں نے نکال دی تھیں اور اگلے خطبہ کے لئے بھی ابھی مضمون باقی ہے۔